در ترجمہ لفظ انجمن بہ بزم بدل گشتہ است۔

گمان نہ کر کہ توگذرا تو یہ جہان گذرا
ہزار شمع ہوئی ختم، بزم باقی ہے

ابیات مکتوبات عثمان جالندھری از خواجہ حافظ شیرازی است۔

۸۔ بعض اشتباہات چاپی نیز در چاپ اشعار فارسی رخ دادہ کہ باید انشاءالله در چاپ دوم کتاب درست و اصلاح گردد برای نمونہ در صفحات ۱۵۸، ۱۵۹ و ۸۹، کلمات از این ہم:
ع باز از "شہری بہ غارت رفتہٴ دل مہر مد" و ع "دل زکف رفت و نیابد بکفم دامن دوست" کہ صحیحشان "باز از شہر بہ غارت رفتہ‌ی دل می رسم" و "دل زکف رفت و نیاید (نیامد) بکفم دامن دوست" می باشد۔

در خاتمہ امیدوار است تالیف و ترجمہ‌ی اینگونہ آثار موجب مودّت و برادری بیشتر مردم مسلمان ایران و دیگر برادران مسلمانشان در شبہ قارہ ہند و پاکستان گردد۔

ارادتمند شما، رئیس سابق
دپارٹمنٹ فارسی دانشگاہ شیراز
محمد رضا ملک ایم اے، پی ایچ ڈی
از دانشگاہ تہران

۱۳۷۱-۹-۳۰ شمسی
۱۹۹۳-۱-۱۴ء
دانشگاہ سندھ، جامشورو

۵۔ تحقیق نامہ شمارہ دوم

مدیر: ڈاکٹر سید معین الرحمن
ناشر: شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج، لاہور
مبصر: مرزا سلیم بیگ

شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج، لاہور کے تحقیقی مجلے "تحقیق نامہ"

کا دوسرا شمارہ بابت ۹۳-۱۹۹۲ء شایع ہوکر منظر عام پر آگیا ہے۔ اس سے قبل اس کا پہلا شمارہ دسمبر سنہ ۱۹۹۱ء میں شایع ہوا تھا، جس پر تحقیق کے پانچویں شمارے میں محترمہ فہمیدہ شیخ کا تبصرہ چھپ چکا ہے۔

اس دوسرے شمارے کا آغاز سربراہ ادارہ (پرنسپل) ڈاکٹر عبدالمجید اعوان کے "کلمات اطمینان و تحسین" سے ہوتا ہے۔ اس میں وہ بجا طور پر شکوہ کرتے ہیں کہ:

> "علمی تحقیق کو ہمارے ہاں تدریسی نظام میں مناسب اہمیت نہیں دی جاتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ درسگاہوں سے ہر برس طلبہ اور طالبات کی ایک بھیڑ کی بھیڑ فارغ التحصیل ہوکر نکلتی ہے۔ لیکن بھیڑ یا ہجوم سے مختلف کوئی اپنا الگ وجود اور اپنی نظر یا نقطۂ نظر رکھتا ہو، ایسا کم ہوتا ہے"۔

اسی کمی کو دور کرنے کے لیے ان کے ادارے سے ادبی تحقیق کے معیاری سلسلے کا آغاز ہوا ہے۔ "حرفے چند" میں مدیر مجلہ ڈاکٹر سید معین الرحمن نے "تحقیق نامہ" کے گذشتہ شمارے کی علمی و ادبی حلقوں میں پذیرائی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اور یہ اطلاع دی ہے کہ شعبے کے تحقیقی پراجیکٹس کے تحت اس بار تین علمی کتابیں بھی شائع کی جارہی ہیں، جو ایک خوش آئند اقدام ہے۔

یہ شمارہ پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں "اقبالیات"، "شخصیات" اور "مقالات و نادرات"، "تبصرے" اور "شعبۂ اردو"۔شامل ہیں۔

"اقبالیات" کے تحت پہلا مقالہ "مکاتیب اقبال" جناب ثاقف نفیس کا تحریر کردہ ہے جسے دراصل شمارہ اول میں شامل ان کے مقالے کا دوسرا حصہ سمجھنا چاہیے۔ یوں تو "اقبالیات" کے ضمن میں بہت

کچھ کام ہوچکا ہے، لیکن اس مقالے کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے مطالعۂ اقبال کے مزید امکانات ابھی باقی ہیں۔

"کچھ جاوید منزل کے بارے میں" اس عنوان سے مدیر مجلہ ڈاکٹر سید معین الرحمن کا مقالہ علامہ اقبال کے کرایہ نامے کے عکس کے ساتھ ہے؛ جس سے اس کی افادیت دو چند ہوگئی ہے۔ اس دستاویز کے منظرعام پر آنے سے حیات اقبال کی مزید تفہیم میں مدد ملتی ہے۔

مجلے کا دوسرا حصہ "شخصیات" کے عنوان سے ہے۔ اس میں ایر کموڈور (ریٹائرڈ) انعام الحق کا مضمون "کچھ خواجہ منظور حسین کی یاد میں"، یاسمین طلعت آفاق کا مضمون "رشید احمد صدیقی، درون خانہ جھلک" اور ڈاکٹر عبدالرؤف انجم پر روبینہ رشید اور مظفر بخاری کے علیحدہ علیحدہ مضامین کے علاوہ "سجاد باقر رضوی شخصی و سوانحی خاکہ" کے عنوان سے عارف ثاقب کا مضمون شامل ہے۔

ان تمام مضامین میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ سب "تاثراتی" نوعیت کے ہیں، تحقیقی نہیں۔ ان کے مصنف وہ حضرات ہیں جو کسی نہ کسی حوالے سے اپنے ممدوحین کے قریب رہے۔ اسی لیے وہ ان شخصیات کی حیات و خدمات کے ایسے گوشوں پر روشنی ڈال سکے جو عام آدمی کی نظر سے پوشیدہ رہے۔ رشید احمد صدیقی سے متعلق مضمون کے تو عنوان میں ہی "درون خانہ جھلک" کی صراحت موجود ہے۔ روبینہ رشید نے اپنی معلومات کی بنیاد پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف انجم کی (سرکاری) پرسنل فائل پر رکھی ہے اور دیگر ذرائع سے اس کی تردید یا تصدیق نہیں کی۔ اس ضمن میں یہ بات بھی وضاحت طلب ہے کہ مضمون نگار نے ڈاکٹر عبدالرؤف انجم کی تاریخ وفات ۲۵۔ اپریل ۱۹۹۲ء لکھی ہے اور اسی شخصیت پر اگلے مضمون میں

پروفیسر مظفر بخاری نے تاریخ وفات ۲۵۔ مئی ۱۹۹۲ء درج کی ہے۔ اس مقام پر قاری کے لیے مشکل یہ ہے کہ کس کے بیان پر یقین کرے۔

"مقالات و نادرات" میں پہلے نمبر پر رشیداحمد صدیقی کی "حیات بعد الممات" دوبارہ شایع کی گئی ہے، جو اس سے قبل ماہنامہ "العصر" لکھنؤ جلد ۱ اشمارہ ۴ بابت جون ۱۹۱۳ء میں شایع ہو چکی تھی اور اردو دنیا اسے تقریباً بھولی ہوئی تھی۔ دوسرے نمبر پر سید سجاد حیدر یلدرم کی ایک نظم" کالکا شملہ ریلوے اسٹیشن پر ایک نظارہ" مناسب تمہید اور عکس کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ اس موقع پر یلدرم کا سال ولادت ۱۸۸۰ء کے بجائے ۱۹۸۰ء درج ہو گیا ہے جو سہو کاتب ہے۔ اس کے بعد "روش صدیقی کی کچھ مزید قلمی یادگاریں" کے عنوان سے پروفسور محمد سعید راشد پرنسپل آرمی پبلک اسکول منگلا کینٹ کے عطا کیے ہوئے مکاتیب و منظومات روش صدیقی شایع کیے گئے ہیں۔ اس طرح یہ غیر مطبوعہ نوادر محفوظ ہوگئے اور دوسرے علمی و ادبی حلقوں کی توجہ کا مرکز بن گئے ہیں۔

"پاکستانی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق کی روایت اور صورتحال" کے عنوان سے مدیر مجلہ ڈاکٹر سید معین الرحمن کا مقالہ شامل اشاعت ہے۔ یہ ایک پر از معلومات مقالہ ہے۔ اس سے تحقیق کے موضوع پر ڈاکٹر صاحب کی دسترس کا پتا چلتا ہے۔ اسکا مطالعہ تحقیق کا ذوق رکھنے والے ہر طالب علم کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

آخر میں پندرھویں صدی عیسوی کے ایک غیر معروف شاعر شیخ رحمت اللہ کی ایک مثنوی عبدالعزیز ساحر کے تحقیقی مضمون کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ یہ مثنوی جس بیاض سے لی گئی ہے وہ آستانہ عالیہ چشتیہ سلطان پور (ضلع اٹک) کی ملکیت ہے، اس مضمون

میں عبدالعزیز ساحر نے صرف معلومات کی فراہمی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ داد تحقیق بھی دی ہے۔

"تحقیق نامہ" کے اس حصے میں عنوان کی رعایت سے اگر مقالات پہلے اور نادرات بعد میں ہوں تو بہتر معلوم ہوگا۔ اس کے بعد "تبصرے" کے عنوان سے بارہ کتب پر تبصرے شامل ہیں۔ تبصرہ نگاروں میں ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر انور سدید، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، ڈاکٹر سلیم اختر اور اصغر ندیم سید کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں، مناسب ہوتا اگر تبصرے کی کتب مجلے کے نام کے مطابق علمی و تحقیقی نوعیت کی ہوتیں۔

آخر میں شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج لاہور کے عنوان سے شعبے کی علمی اور تعلیمی پیش رفت، ایم اے سال آخر کی رخصتی اور شعبے کے ریسرچ پراجیکٹس اور مجلے "تحقیق نامہ" کی پذیرائی سے متعلق مواد دیا گیا ہے۔

الغرض یہ کہ یہ مجلہ جو ۲۳۶ صفحات پر مشتمل ہے بہت سی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ مدیر مجلہ کو اپنے شعبے کے تقریباً تمام قلمکاروں کا تعاون حاصل ہے اور دیگرقلمی معاونین میں بھی تمام نام معتبر ہیں۔ اس مجلے کا ٹائیٹل سادہ مگر پر وقار ہے۔ اندرونی صفحات پر جہاں خالی جگہیں بچ رہیں ان میں اردو کے نامور محققین اور مشاہیر کی تحریروں سے چھوٹے چھوٹے مگر مفید اقتباسات درج کیے گئے ہیں۔ ان محققین و مشاہیر میں پروفیسر جگن ناتھ آزاد، مولوی عبدالحق، رشید احمد صدیقی، پروفیسر آل احمد سرور، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، ڈاکٹر نجم الاسلام، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر خلیق انجم اور ڈاکٹر گیان چند جین کے نام قابل ذکر ہیں۔